محمد صادق/ ڈاکٹر محمد سفیان صفی
پی ایچ ڈی سکالر ہزارہ یونیورسٹی مانسہرہ (خیبر پختون خواہ)

Abstract

kashmiri is one of the important language of sub continent.It is an indo-Aryan language spoken in many parts of india as well as pakistan i-e-Hazara division and kashmir.Both the languages,Kashmiri and Urdu belong to the same language group of Aryan languages I-e.Indo Arya.kashmiri language belongs to the branch Indo Iranian,a sub group of Indo Aryans.There are many similar ties in both the languages.Most verbs ، nouns and rules of grammers are similar or there is a slight difference between urdu and kashmiri..kashmiri language has been influenced by the persian and arabic languages.Both the languages share alot some specific genres of poetry with each other like marsiya,qaseeda,ghazal,poems,songs and free verses etc, In this artical these,similarities between Kashmiri and Urdu languages have been analyzed.

اردو اور کشمیری شاعری میں اصنافِ سخن کا اشتراک

کشمیری زبان اور شعروادب کے ابتدائی دور سے متعلق حاصل شدہ معلومات بہت محدودنوعیت کی ہیں۔ یہ دور کشمیری زبان وادب کے ابتدائی خدوخال اور شاعری کے لوک گیتوں اور لوک داستانوں پر مشتمل ہے۔ چونکہ اس دور میں کشمیری زبان دوسری اپ بھرنشوں سے مل کر اپنی شکل ترتیب دے رہی تھی ،اس لیے اس دور کی کسی ادبی تحریر کو خالص کشمیری زبان کا نمونہ قرار نہیں دیا جاسکتا۔بعض لوک داستانوں اور گیتوں کے بارے میں مختلف ذرائع سے حاصل شدہ معلومات کے مطابق لڑی شاہ، رؤف، جھکری اور ونہ ون اسی دور کے کشمیری لوک گیت ہیں جو صدیوں سے سینہ بہ سینہ سفر کرتے رہے اور کشمیری شعروادب کی پہچان بنے۔

کشمیری شعروادب کے آغاز کا دور تیرہویں صدی عیسوی سے شروع ہوتا ہے جس میں شتی کنٹھ ''مہانیہ پرکاش'' کے عنوان سے ایک شعری مجموعہ منظرِ عام پر لاتا ہے۔غلام احمد پنڈت اس حوالے سے رقم طراز ہیں:۔

''محققین اس بات پر متفق ہیں کہ کشمیری شاعری کا آغاز ۱۳ویں صدی عیسوی میں ہوا''۔(۱)

مہانیہ پرکاش کو اس دور کا آخری شاہکار اور آنے والے دور کا نقشِ اولین قرار دیا جاسکتا ہے۔شتی کنٹھ نے مہانیہ پرکاش میں جو شاعری کی ،اس پر زیادہ تر سنسکرت کے اثرات ہیں۔ محققین نے شتی کنٹھ کے دور کو ایک الگ دور قرار دیا ہے۔ شتی کنٹھ کے بعد شیخ نورالدین اور معروف کشمیری شاعرہ للہ عارفہ جسے للہ دید بھی کہا جاتا ہے، کا کلام بھی سنسکرت زبان کے زیرِ اثر ہے جس کی وجہ سے کشمیری زبان ادب کے صحیح خدوخال تو نمایاں نہیں ہو پائے البتہ باقاعدہ کشمیری شاعری انہی کے دور میں تخلیق ہونا شروع ہوئی۔ان شعراء کا کلام واکھ اور اشلوک میں ملتا ہے۔واکھ اور اشلوک بالکل آج کے دور کی صنفِ سخن ''قطعات'' جیسے ہیں۔موضوعاتی لحاظ سے ان شعراء کے ہاں زیادہ تر شیوازم اور باطنی دنیا کے مضامین بیان ہوئے ہیں۔ان کے بعد آنے والے شعراء کے ہاں نظم ،غزل اور دوسری کئی اصنافِ سخن کا استعمال بھی ملتا ہے جو عربی وفارسی سے اردو زبان اور پھر کشمیری میں رواج پزیر ہوئیں اور لسانی وادبی اشتراکات کا سبب بنیں۔

بعد کے ادوار میں کشمیری زبان وادب کی ترقی کو مزید چار چاند لگ جاتے ہیں بلکہ حقیقت یہ ہے کہ صحیح معنوں میں کشمیری زبان کے شعروادب کا آغاز چودہویں صدی عیسوی کے شروع میں اس وقت ہوتا ہے جب اسلامی مبلغ کشمیر آنا شروع ہو جاتے ہیں اور یہاں کے لوگ مشرف بہ اسلام ہو رہے ہوتے ہیں۔اسلام کی اشاعت سے قبلکے کشمیری شعروادب پر نگاہ ڈالی جائے تو اس میں معاشرتی ومعاشی بدحالی کی وجہ سے یاس وناامیدی اور زندگی سے فرار کے مضامین ہی نظر آتے ہیں۔اسلام کے روزافزوں پھیلنے کی وجہ سے نہ صرف لسانی ومعاشرتی سطح پر بہت بڑی تبدیلی واقع ہو رہی تھی بلکہ شعروادب کے میدان میں بھی نئی تبدیلیاں رونماء ہو رہی تھیں۔لسانی سطح پر سنسکرت جو کشمیر کی غالب زبان تھی، اس کی جگہ فارسی کا اثرورسوخ تیزی سے آگے بڑھ رہا تھا۔عربی وفارسی اثرات کے تحت نظم ،گیت اور ابیات کا سلسلہ شروع ہو چکا تھا۔کیونکہ اس سے قبل کی کشمیری شاعری میں واکھ اور شلوک کے سوا کسی اور صنفِ سخن کی روایت قائم نہیں ہوئی تھی۔یہی تبدیلیاں آگے جا کر جب فارسی کی جگہ بھی اردو زبان لے لیتی ہے تو دونوں زبانوں 'کشمیری اور اردو' میں لسانی وادبی اشتراک کا ماحول بننا شروع ہو جاتا ہے کیونکہ اردو زبان وادب پر بھی عربی وفارسی کے اثرات اسی طرح مرتب ہو رہے تھے جس طرح کشمیری زبان پر۔مذہب اسلام اہلِ کشمیر اور ہندوستان کے درمیان ایک ایسے پُل کی حیثیت اختیار کر چکا تھا جس کے ذریعے دونوں کے درمیان تاریخی وتہذیبی اور لسانی وادبی رشتے قائم ہو چکے تھے۔چنانچہ ہمیں کشمیری شعراء کے ہاں حمد ونعت اور مرثیے بھی نظر آتے ہیں اور نظم وغزل بھی۔نظم گوئی میں اردو کی طرح پابند نظم بھی کہی گئی اور ہیئت والی نظمیں بھی کہی گئیں۔ذیل میں مختلف اصنافِ

صنفی اشتراک

تیرہویں صدی عیسوی میں جموں وکشمیر میں صوفیاء کی بدولت مذہب اسلام تیزی سے پھیلتا ہے۔ مذہب اسلام نہ صرف اہلِ کشمیر کی سماجی، لسانی اور تہذیبی زندگی کو بدل کر رکھ دیتا ہے بلکہ ان کی ادبی فضا کا بھی ایک رخ متعین کردیتا ہے۔ کشمیر کے ابتدائی شعراء میں شیخ نورالدین سے لے کر انیسویں صدی کے آخر تک جتنے بھی شعراء منظرِ عام پر آئے ہیں ان سب پر صوفیاء کی تبلیغ اور فلسفۂ تصوف کے اثرات مرتب ہوئے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ کشمیری زبان کے اکثر شعراء کے ہاں مذہبی موضوعات کی فراوانی اور رنگارنگی ملتی ہے۔ چنانچہ حمد، نعت، مناجات اور مرثیوں کی صورت میں دل کھول کر اپنے مذہبی جزبات کا اظہار کیا ہے۔ شیخ نورالدین، حبیب اللہ نوشہروی، محمود گامی اور ثناء اللہ کریری وغیرہ نے اللہ تعالیٰ کی حمد وثناء میں بہت سے اشعار اور نظمیں کہی ہیں جن میں تصوف اور معرفت کی چاشنی بھی ملتی ہے۔ شیخ نورالدین نے اللہ کے بہترین رازق ہونے کا مضمون اپنے اشعار میں یوں باندھا ہے۔

اکوئی خدانہ ناوُ چھس لچھاہ　　　ذکرے رُس اکھ کچھامو
عمرویندن اکوئی پچھاہ　　　رزقہ رُس اکھ مچھاہ مو　　　(۲)

میر عبداللہ بیقہی کشمیری زبان کے اہم شعراء میں شمار ہوتے ہیں۔ اللہ کی تعریف وتوصیف میں بہت سے حمدیہ اشعار کہے ہیں۔ نمونۂ کلام دیکھیں۔

دمہ دمہ محمد دپ تس ربس　　　یمی زون تہ آفتاب دیت نیس
سوروی تیزی کارتہ بار　　　سوئی چھہ مومن بخشنہار
آسمان تارک پرزلاوان　　　یئتہ راژ آدم شوب تھاوان　　　(۳)

مذہبی اثرات کے تحت جہاں اللہ تعالیٰ کی حمد وثناء سے متعلق اشعار کہے گئے ہیں وہاں کشمیری شعراء نے اپنے نعتیہ اشعار کے ذریعے حضور پر گلہائے عقیدت نچھاور کرنے میں بھی پورا ذوق وشوق دکھایا ہے۔ نعت گوئی کے نمونے ہمیں زیادہ تر انیسویں صدی کے بعد کے ملتے ہیں۔ ثناء اللہ کریری کشمیری زبان کے معروف نعت گو شاعر گزرے ہیں۔ ان کی بعض نعتوں کے بارے میں مشہور ہے کہ یہ کشمیر کی مسجدوں میں سوز اور وجد کی صورت میں پڑھی جاتی ہیں۔ ان کے نعتیہ کلام کا ایک نمونہ ملاحظہ کریں۔

خون دل کوتاہ بہ ہارے یاشفع المزنبین　　　اورئی کرہم چائنہ گارہ یاشفع المزنبین
خاک چونوی مل روبس کل تراوے ڈیڑھ تل　　　چائنی وتھ کرہ جام پارہ یاشفع المزنبین
گرانوی روح الامنین نیر عرشس سئر کر　　　لامکانکہ شہسواری یاشفع المزنبین　　　(۴)

عبدالاحد نادم کے ہاں بھی نعت کہنے کا ایک خاص سلیقہ ملتا ہے۔ ان کے ہاں الفاظ کی بندش سابقہ شعراء سے کافی بہتر ہے۔ نمونۂ کلام دیکھیں۔

عربی شاہا مدنی ماہا　　　اسہ گوژھ گٹہ منز گاہا چون
ماہا تأریف چُونے طاہا　　　اَسہ گوژھ گٹہ منز گاہا چون
بھُ اٰسی وُ چھ ہو تھ رتہ دل خاہا　　　رنبہ وُن ماٰری مونڈژے رنبہ وون　　　(۵)

زخمی صفاپوری نے بھی کثرت سے نعتیں کہی ہیں۔ ''وولر کی ملر'' رسالہ میں شامل ان کی نعت کا ایک شعر ملاحظہ کریں۔

ہاواوء، اتکھ ناتوتے ڈاپھ تراوتھ مصطفیٰ　　　باوکھ تمس تِتہ حال سون دَپہ سَ چھے اُمت مبتلا　　　(٦)

مرثیہ

موضوعاتی لحاظ سے مرثیہ جموں وکشمیر اور برصغیر کی اہم صنفِ سخن ہے۔ چودہویں صدی کے دوران ایران سے بہت سے علماء وصوفیاء بغرضِ تبلیغ کشمیر آئے۔ انہوں نے جہاں اسلامی تعلیمات سے یہاں کے لوگوں کو متعارف کرایا وہاں مرثیہ کی صنف بھی جموں وکشمیر میں متعارف ہوئی جو فارسی زبان وادب کی دین ہے۔ کشمیر میں مرثیہ نگاری کا رواج یوسف شاہ چک کے دور میں پڑا۔ اگرچہ کشمیری زبان میں بہت سے مرثیے لکھے گئے ہیں مگر نہ تو ان کے صحیح ادوار کا پتا چلتا ہے اور نہ ہی شعراء کا۔ زیادہ تر مرثیے سینہ بہ سینہ سفر کرتے رہے اور اپنے اپنے دور میں طباعت کے عمل سے نہیں گزر سکے مگر بعد کے ادوار میں کسی اور نے ان کو اکٹھا کر کے کتابی شکل میں لایا۔ مثلاً مرثیوں کا ایک مجموعہ جو ''روش تہ آب'' کے عنوان سے شائع ہوا۔ اس میں موجود شعراء کے کلام سے کسی شاعر یا دور کا پتا نہیں چلتا۔ بہرحال جموں وکشمیر میں مرثیہ کی صنف مقبول رہی ہے اور بہت سے شعراء نے مرثیے لکھے۔ ابتدائی شعراء میں شامہ بی بی نے اپنے روحانی مرشد شیخ نورالدین کا مرثیہ لکھا ہے۔ ان کے علاوہ کشمیری شاعری کے کلاسیکی دور میں جن شعراء نے اس صنف کی آبیاری کی ہے ان میں میر شریف الدین رضوی، عبدالحکیم، محمد جعفر، سید صالح اور قاضی احمد الدین شامل ہیں۔ بعد کے ادوار میں بھی مرثیے باقاعدگی سے لکھے جاتے رہے۔ ذیل میں پہلے شامہ بی بی کا لکھا ہوا مرثیہ بطورِ نمونۂ کلام دیکھیں جو انہوں نے اپنے روحانی پیشوا شیخ نورالدین کے متعلق لکھا ہے۔

میانہ میوہیوہی بہ لدیوتاونی　　　تی صاحب نہ چھیوتوتے گرژہیم وانتے
تتہ دیدار دیوہئی بہ لدیوناونی　　　(۷)

کشمیری زبان کے کلاسیکی شعراء میں ایک اور مرثیہ گو شاعر میر سید حسن کا نمونۂ کلام ملاحظہ کریں۔

ودن ہار چھکھ میون ژگیہ بار چھکھ　　کیون شوبان ژے چھکھ بس تے
ادژھ پون کیاہ کر تعریف　　چائین ہاتھن کروانہ لطیف
ساری پاپن نوارتن تے　　(۸)

نظم کی صنف خواہ موضوع کے لحاظ سے ہو یا ہئیت کے اعتبار سے، بیسویں صدی عیسوی تک مقبول ترین صنفِ سخن رہی ہے۔ یہ صنف مغرب ادب سے کشمیری، اردو اور پھر دیگر زبانوں میں رواج پزیر ہو ہوئی۔ کشمیری زبان میں نظم کا آغاز شیخ نورالدین کے دور سے ہوتا ہے جو ۱۳۷۷ء تا ۱۴۳۸ء تک ہے جبکہ اردو زبان میں نظم نگاری سو سال بعد شروع ہوئی۔ ابتدائی کشمیری شعراء کا زیادہ تر کلام واکھیہ / اشلوک یعنی قطعات کی شکل میں ملتا ہے۔ شیخ نورالدین کے بعد کشمیری شعراء نے نظم، غزل اور نظم کی دیگر اصناف میں سخن گوئی کا سلسلہ شروع کر کے کشمیری شعر و ادب کو ثروت مند بنایا۔ شیخ نورالدین کو ابتدائی نظم گو شاعر مانا جاتا ہے۔ شیخ نورالدین کے بعد کشمیری زبان کے اہم نظم گو شعراء میں غلام نبی فراق، محمود گامی، محی الدین گوہر، غلام احمد گاش، رسل پونپر، غلام نبی خیال، اور جدید شعراء میں عبدالاحد آزاد، عبدالرحمان راہی، غلام احمد مہجور، آزر عسکری اور یوسف بخاری وغیرہ شامل ہیں۔ ان شعراء کے ہاں نظم کا روایتی اور جدید دونوں انداز ملتے ہیں۔ یہاں نظم سے مراد وہ خاص صنف ہے جس میں اشعار کا ایسا مجموعہ مراد ہے جس میں ایک مرکزی خیال ہو اور باقی اشعار بھی اس نظم کے عنوان یا مرکزی خیال سے مطابقت رکھتے ہوں۔ اسے موضوع کے لحاظ سے پابند نظم بھی کہا جا سکتا ہے۔ اردو اور کشمیری دونوں زبانوں میں اس طرح کی نظمیں کثرت سے کہی گئی ہیں۔ دونوں زبانوں میں نظم کی یہ صنف موجود ہے جو ان کے صنفی اشتراک کو ظاہر کرتی ہے۔ مثلاً دینا ناتھ کول نادم کی نظم کے یہ دو اشعار دیکھیں جن میں ڈھل جھیل میں کشتی میں سبزیاں بیچنے والی لڑکی کا ایک منظر بیان کیا گیا ہے۔

تازہ تازہ میہ انمے ڈلے ہے　　ہے ولے ہے ولے ہے وولے ہے
پھولہ وانگئس تہ پارمہ الے ہے　　ہے ولے ہے ولے ہے وولے ہے　　(۹)

زخمی صفاپوری کی نظم ''رازِ زندگی'' جو نظم کے تمام تقاضے پورے کرتی ہے، سے ذیل کے دو اشعار ملاحظہ کریں۔

اے برادر بوز رازِ زندگی　　کیا چھُ مطلب کیا چھے چانی زندگی
راز بودتھ یورَد پکھی پتہ اکھ کتھا　　روزِ نہ بہر شفاعتھ ژیے وتھا　　(۱۰)

غلام احمد مہجور تشبیہات اور استعاروں میں وطن کی محبت اور یاد کے گیت گاتے رہے ہیں۔ ان کی اکثر نظموں میں وطن کے لیے گلشن کا استعارہ استعمال ہوا ہے۔ ان کی ایک نظم ''گلشن وطن چھُ سونی'' چند اشعار ملاحظہ کریں۔

بُلبُل ونان چھِ پوشن　　گُلشَن وَطَن چھُ سونی
یَتھ سانہِ رنگہ وارسے　　پھولی پوش وارِہ وارے
خوش بو تہنز ژوپارے　　گلشن وطن چھُ سونی　　(۱۱)

میر عبدالعزیز جدید کشمیری ادب میں بطورِ محقق اور شاعر ایک نمایاں پہچان رکھتے ہیں۔ کشمیری کے حوالے سے انہوں نے کئی نظمیں لکھی ہیں۔ ان کی ایک مشہور نظم ''بنہِ کشمیر پاکستانے'' سے چند اشعار دیکھیں۔

اتھ کتھ پیٹھ اسِہ ایمانے　　بنہِ کشمیر پاکستانے
جان وندہ یوہا جانانے　　بنہِ کشمیر پاکستانے
چھُوئی پاکستان سونی ژُوجان　　یتہٖ نأفذ حکمِ قرآن
نیرن سأری ارمانے　　بنہ کشمیر پاکستانے　　(۱۲)

جدید کشمیری شعراء میں مسعود کشفی ایک اہم نظم گو شاعر ہیں۔ ان کے شعری مجموعہ'' کاررواں'' میں شامل نظم ''یادآم'' اشعار دیکھیں۔

لالوسہ گلفام، یادآم یادآم　　گل رُخ، گل اندام، یادآم یادآم
بُونیہ باغ شہجار، شالہ مار سبزار　　لولاب، ترہ گام، یادآم یادآم
مخمور چشمن لولک غم زن　　بنڈہ پور، کولہ گام، یادآم یادآم　　(۱۳)

اب تک نظم کی موضوعاتی اصنافِ سخن کو زیرِ بحث لایا گیا ہے۔ اب ہئیت کے اعتبار سے نظم کی مختلف اصنافِ سخن کا جائزہ لیا جاتا ہے جس میں اردو اور کشمیری زبان کے شعر و ادب میں ہئیت کے لحاظ سے نظم کی مختلف اقسام میں اشتراکات تلاش کئے جائیں گے۔ سب سے پہلے دونوں زبانوں میں قطعات کا اشتراک دیکھتے ہیں کیونکہ کشمیری شاعری کا آغاز ہی قطعات سے ہوتا ہے جنہیں کشمیری زبان میں اشلوک یا واکھیہ کہا جاتا ہے۔

اشلوک/ قطعہ

اشلوک کشمیری شاعری کی اپنی صنفِ سخن ہے مگر اس کی ہئیت بالکل فارسی قطعہ جیسی ہے۔ جس طرح اردو شعراء نے قطعات کثرت سے لکھے ہیں اسی طرح ابتدائی کشمیری شعراء کا زیادہ تر کلام بھی قطعات کی شکل میں ہی ملتا ہے۔ ذیل میں کچھ شعراء کے قطعات بطور نمونہ کلام دیکھیں۔

شتی کنٹھ کشمیری زبان کے پہلے معلوم شاعر ہیں۔مہانیہ پرکاش ان کی پہلی شعری تصنیف ہے۔ان کا کلام واکھ/ اشلوک کہلاتا ہے جو سنسکرت آمیز ہے۔نمونہء کلام دیکھیں۔

پاویت اُمہہ کم پھس پساوے　　　شتہ کنٹھن گہہ اجم کِتاتھ
تین مہ مہجن کھلتھ سماوے　　　تے ساراوے مہہ نے پر ماتھ　(۱۴)

للہ عارفہ جس کا اصلی نام پدماوتی،۱۳۳۵ء میں پیدا ہوئی۔زندگی کا بیشتر حصہ تکلیفوں میں گزرا۔حضرت حسین سمنانی کے ہاتھوں اسلام قبول کیا اور مسلمان ہو کر للہ عارفہ نام پایا۔انہیں کشمیر کی قابلِ فخر شاعرہ تصور کیا جاتا ہے۔میر عبدالعزیز للہ عارفہ کے حوالے سے لکھتے ہیں کہ ان کی زبان پر قطعات کی صورت میں اشعار جاری رہتے تھے جنھیں لوگ سن کر حفظ کر لیتے تھے۔(۱۵) ذیل میں ان کا ایک قطعہ ملاحظہ کریں جس میں وہ عقیدہ وحدت الوجود کے پس منظر میں محبوبِ حقیقی سے اپنی والہانہ محبت کا اظہار کرتی ہے اور قطرے کا سمندر میں جزب ہونے کا عندیہ دیتی ہے۔

للہ بوژ ایس سومنہ باغس　　　وچھم شوس شکستہ میلتھ تہ واہ
تتی مے کر بوم امرتہ سرس　　　زندے مرس تہ میہ کرء کیاہ　(۱۶)

شیخ نورالدین کشمیر کے ایک معتبر شاعر اور ولی اللہ تھے۔انہوں نے اپنے پاکیزہ خیالات بڑی سہولت سے شاعری میں بیان کئے ہیں۔ان کے مجموعہ کلام کا نام ''نورنامہ'' ہے جس میں قطعات اور رباعیات بھی شامل ہیں۔اشعار میں زیادہ تر عشقِ حقیقی کے موضوعات اور دنیا کی بے ثباتی کا ذکر ملتا ہے۔ایک قطعہ دیکھیں جس میں اپنے آپ کو اللہ کے عشق میں ڈوبا ہوا پاتے ہیں اور ہر سُو انہیں اللہ ہی اللہ نظر آتا ہے۔

لا الہ الا اللہ صحی کُورم　　　وحی کرم پنن پان
وجود ترا وتھ موجود سورم　　　ادہ بہ ووتس لامکان　(۱۷)

رباعی

رباعی چار مصرعوں پر مشتمل ہوتی ہے۔قطعات بھی اکثر چار مصرعوں میں دیکھے گئے ہیں۔قطعات کی طرح رباعی میں بھی پہلا، دوسرا اور چوتھا مصرعہ آپس میں ہم قافیہ ہوتے ہیں جبکہ تیسرا مصرعہ غیر ہم قافیہ ہوتا ہے۔تاہم رباعی قطعہ سے اس طرح مختلف ہوتی ہے کہ یہ مخصوص بحروں میں لکھی جاتی ہے جبکہ قطعات کسی بھی بحر میں لکھے جا سکتے ہیں۔رباعی کی صنف عربی سے فارسی اور پھر فارسی سے کشمیری اور اردو میں آئی۔کشمیری زبان میں بہت سے شعراء نے رباعیات لکھی ہیں۔اگر چہ یہ رباعیات معیار کے لحاظ سے تو اتنی اچھی نہیں تاہم کشمیری زبان میں بطورِ وسیلہء اظہار اس صنفِ سخن کو بھی استعمال میں لایا گیا ہے۔کشمیری زبان میں رباعیات لکھنے والوں میں مرزا عارف، نواز رتن پوری، تنہا انصاری، غلام رسول آزاد اور میر غلام رسول نازکی وغیرہ شامل ہیں۔ذیل میں تنہا انصاری کی کشمیری رباعی بطورِ نمونہء کلام ملاحظہ کریں۔

کورم چانین خیالن مال ساقی　　　ونے ژہو ، بوزہ ہم کیاسئل ساقی
یموچانیو، گلیورایوندیم کیا　　　نٹیو ناریوچنس چھم حال ساقی　(۱۸)

غلام نبی خیال کشمیری زبان کے معتبر شاعر ہیں۔چھ تصانیف کے علاوہ عمر خیام کی رباعیات کو بھی کشمیری زبان میں ترجمہ کیا ہے۔نمونہء کلام دیکھیں۔

ہاخیا موکیازہ گنہ ہن ھیندژہ واویلا کران　　　نخقہ بہ کک دودھیتے ھیتے مرھنہ برونٹھوی چھک مران
یم نہ جرمئی آسہ کورمت تس اگر بخشن تہ کیا　　　ووسنی اگر اطرنہی چھ رحمت کیازہ چھک تلہ غم بھران　(۱۹)

غلام رسول نازکی کشمیری شاعری میں رباعی کے استاد شاعر مانے جاتے ہیں۔اردو زبان میں رباعی کی صنف میں طنز مزاح لکھنے والے شعراء ضمیر جعفری، رئیس امروہی اور انور مقصود کی طرح آپ کی زیادہ تر شاعری بھی طنز و مزاح پر مشتمل ہے جس میں زیادہ تر استحصالی طبقوں کو حدفِ تنقید بناتے ہیں۔آپ نے کشمیری زبان کی شاعری میں رباعی کی صنف کو فروغ دینے میں اہم کردار ادا کیا۔جمونہء کلام دیکھیں۔

نظریا حضرت انعالم　　　شریفن ترتھ گریہ زارین نظر کر
وندان چھی زوجران چھی لال پیرن　　　مریدی چرسہ باپارین نظر کر　(۲۰)

مثنوی

مثنوی ایک ایسی صنف ہے جس میں فارسی، اردو اور کشمیری زبان کے بیشتر شعراء نے طبع آزمائی کی ہے اور اپنی اپنی لوک داستانوں کے علاوہ مشہور و معروف واقعات اور شخصیات کو اپنی مثنویوں کے اشعار میں پرویا ہے۔چونکہ مثنوی کی صنف برصغیر کی بیشتر زبانوں میں مقبول رہی ہے اس لیے کشمیری اور اردو زبان میں بھی اس کا چلن موجود رہا اور ان دونوں زبانوں میں وجہء اشتراک بھی بنا۔کشمیری زبان میں مثنوی نگاری کی صنف محمود گامی نے متعارف کرائی۔ڈاکٹر مشعل سلطان پوری اس حوالے سے رقم طراز ہیں:

’’پہلی کشمیری مثنوی محمود گامی کی شیریں وخسرو خیال کی جاتی ہے۔ یہ وہ زمانہ تھا
جب دوسری زبانوں خاص کر فارسی سے عشق ومحبت کے افسانے اور رزمیہ
کہانیاں کشمیری میں منتقل ہونے لگی تھیں‘‘۔(۲۱)

اگر چہ محمود گامی کی وجہ شہرت میں غزل کا ہاتھ زیادہ ہے تاہم مثنوی کے آغاز اور فروغ میں ان کا کردار نمایاں ہے۔ آپ کی مشہور مثنویوں میں ’’مثنوی یوسف زلیخاں، مثنوی لیلیٰ مجنوں، مثنوی شیریں وخسرو اور قصہ محمود غزنوی شامل ہیں۔ کشمیری زبان کے شعری سرمائے کا اچھا خاصا حصہ مثنویوں پر مشتمل ہے۔ ان مثنویوں میں ہندی، فارسی، پنجابی اور اردو زبان میں لکھی گئی مثنویوں کے تراجم بھی شامل ہیں اور طبع زاد بھی۔ محمود گامی کے علاوہ مقبول شاہ کرالہ، رسول میر، پرکاش رام، وھاب پرے، پیر عزیز اللہ حقانی، سیف الدین تارہ بلی، رمضان بٹ، محمد میر، عبدالاحد زرگر، عبدالاحد آزاد اور ولی اللہ متو وغیرہ شامل ہیں۔ محمود گامی جس نے مثنوی کی صنف کو کشمیری زبان میں متعارف کرایا، کئی مشہور مثنویوں کو کشمیری زبان میں ترجمہ کیا۔ لیلیٰ مجنوں کے معاشقہ اور انجام پر ان کی لکھی ہوئی مثنوی سے دو اشعار بطورِ نمونہ ملاحظہ کریں۔

چھُ فرماوان سہ مجنوں زاویامت   کورکھ تَس قیس ہُندے ناوتامتھ
گجمژِ نشن مجنوں، نس واژ   وُچھان وُچھان گیہ آرکاژ
آونکہِ یارمیانے داری لُدے   کیتو چھکھ متہ شاندس پیتھ بہ وکرے   (۲۲)

پرکاش رام کی مثنویوں میں فطرت کی عکاسی ایسے انداز سے ہوئی ہے کہ مناظرِ فطرت کی پوری تصویر آنکھوں کے سامنے آجاتی ہے۔ مثنوی ’’رام چرت‘‘ میں بہار کے موسم کے منظر کی عکاسی پرکاش رام کے انداز میں دیکھئے۔

آو بہار بول بلبلو   سوون ولو بریوشادی
کاو! قمری بیہ پوشہ نولو   آیہ نالاں زن فری بادی
بادوندکی غم غوصہ گلو   سون وولو بریوشادی   (۲۳)

ولی اللہ متو نے مثنوی ’’ہی مال ناگی رائے‘‘، لکھی جو کشمیری زبان میں لکھی گئی مشہور مثنویوں میں سے ایک ہے۔ اس مثنوی کے چند اشعار بطورِ نمونہ ملاحظہ کریں۔

تیمنا واد چونے زاد ہاویم   تیمنا کاد چونے خانہ ہاویم
ودیوگر والہِ رُت سودا از یک دراو   اتھی وتم کیتہ یُتھ راز ہونز آو
خودایا کرپنم پوز خاب یزیم   زمینس تاوہتی سے آب پھیریم   (۲۴)

مقبول شاہ کرالہ واری بھی کشمیری شاعری میں ایک بڑا نام رکھتے ہیں۔ ان کی کئی نظمیں اور مثنویاں مشہور ہوئیں جن میں پیر نامہ، مالا نامہ، بہار نامہ اور منصور نامہ شامل ہیں۔ ان کی شاعری کو زیادہ شہرت مثنوی ’’گلریز‘‘ سے ملی جو کہ ایک فارسی داستان کا ترجمہ ہے۔ اس مثنوی کی زبان فارسی آمیز ہے۔ اس نظم سے چند اشعار بطورِ نمونہ دیکھیں۔

چھ پتھ وقتش اندر در ملک دنیا   نگارے گل رخے، معشوق زیبا
بعالم چھہ ونکن کانہہ تانی   بنے مرتش چھ چخ مہربانی
قدش زیبا زشمشاد سرافراز   خراماں باغ حسنک سروطناز
تسند قد سرو تازہ نخل خوبی   شدہ پرورده در فردوس خوبی   (۲۵)

آزاد نظم

اس مقالے کے باب دوئم میں کشمیری زبان وادب کی ادوار بندی کے مطابق تیسرا دور سکھ شاہی دور سے لیکر ۱۹۴۷ء تک کے عرصے پر محیط ہے۔ اس دور میں جہاں شعر وادب کی روایتی اصنافِ سخن اور موضوعات تسلسل سے جاری وساری رہے وہاں بعض نئی اصنافِ سخن اور موضوعات بھی کشمیری شعر وادب میں در آئے۔ مثلاً مثنوی، رباعی اور قصائد وغیرہ جبکہ روایتی اصنافِ سخن میں حمد، نعت، منقبت اور اسی طرح موضوعات میں تصوف وروحانیت اور رومانیت میں وہی گل وبلبل اور محبوب کا حسن وجمال جیسے مضامین شعر وادب پر چھائے رہے۔ تحریکِ آزادی کے اثرات کے نتیجے میں بہت سے نئے موضوعات اور شعری اصناف کشمیری شاعری میں آئیں جس سے کشمیری شعر وادب میں کافی زرخیزی آئی بلکہ حقیقت میں دیکھا جائے تو تبدیلی کا یہ عمل ۱۹۳۶ء کے بعد ہی شروع ہو چکا تھا جب انجمن ترقی پسند قائم ہوئی۔ ۱۹۳۶ء میں برصغیر کے مختلف شعراء وادبا نے ترقی پسند تحریک کے نام سے ایک تنظیم بنائی۔ اس تنظیم نے آزادی اور انسان دوستی کے رجحانات کو فروغ دینے کی کوشش کی۔ اس دوران تحریکِ آزادی کا عمل بھی شروع ہو چکا تھا جس کے اثرات ادب پر بھی مرتب ہو رہے تھے۔ ترقی پسند تحریک نے آزادی کے جزبات کو مزید جلا بخشی۔ چنانچہ ۱۹۳۶ء کے بعد ہی صنفی اور موضوعاتی سطح پر تبدیلی کا عمل شروع ہو چکا تھا۔ جب ترقی پسندوں نے ظلم واستحصال اور طبقاتی کشمکش کے خلاف آواز بلند کی اور آزادی ومساوات اور انسان دوستی کے حق میں لکھنا شروع کیا تو اس کے اثرات کشمیری شعر وادب پر بھی مرتب ہوئے۔ چنانچہ کشمیری شعر وادب میں بھی یہ رجحانات عام ہونے لگے۔ ادبی حوالے سے ترقی پسند تحریک کے ساتھ جو نمایاں رجحان اردو اور کشمیری شعر وادب میں فروغ پزیر ہوا اس میں آزاد نظم بھی شامل ہے۔ آزاد نظم کشمیری شاعری میں ایک بالکل نیا تجربہ تھا جسے پروان چڑھانے میں دینا ناتھ نادم، عارف، رحمان راہی، نور محمد روشن، عبدالستار رنجور، غلام نبی فراق، مظفر عازم، شفیع شوق اور فاروق بڈگامی وغیرہ نے اہم کردار ادا کیا۔ آزاد نظم دوسری اصنافِ سخن سے اس حوالے سے بھی مختلف تھی کہ اس میں مصرعوں کو چھوٹا یا بڑا کیا جا سکتا

کشمیری شعراء کو بھی متاثر کیا۔ چنانچہ کشمیری زبان میں بھی باقاعدگی سے آزاد نظم لکھی جانے لگی جس سے کشمیری اور اردو شعروادب میں اس صنف کا اشتراک بھی دیکھنے میں آیا۔ اس ضمن میں جدید ترین شعراء بھی شامل ہیں جن میں رحمان راہی، شفیع شوق، نشاط انصاری، غلام احمد ناز، علی محمد کنول، میر عبدالعزیز اور طاؤس بانہالی قابل ذکر نام ہیں۔ ذیل میں چند شعراء کے آزاد نظم کے نمونے دیکھیں۔

شفیع شوق کشمیری شعروادب کے وہ شاعر ہیں جو ترقی پسند تحریک سے بہت متاثر تھے اور شاعری میں روایتی انداز سے ہٹ کر جدت پسندی کو فروغ دینے والے قافلے میں شامل تھے۔ ان کی ایک آزاد نظم ''بے منزل سفرک ناگہاں انجام'' سے چند لائینیں دیکھیں۔

ادی ادی لتس چھلتھ لوگم سے دوپ دِیتمُت پوشاک
تھَر پھٔرِتھ تھرکن
فقط
بے کراں گئٹ راتھ
گوٹ واٗنا کھون
راتھ پھٔہلتھ بے صفات
نو وقدم نو وژِیۂہ بے پترھ براتھ اکھ
وون کھورن تل جالے زوئچ (۲۶)

محمد احسن امین مختصر آزاد نظموں کے حوالے سے کافی مشہور ہیں۔ ان کی نظموں میں صحیح کشمیری رنگ جھلکتا ہوا نظر آتا ہے۔ زندگی کے چھوٹے چھوٹے واقعات کو نظم میں بیان کرنے کا ہنر اچھی طرح جانتے ہیں۔ ''ابدی سوچھ'' کے عنوان سے ان کی ایک مختصر آزاد نظم دیکھیں۔

سورمہ ءکوہَس
وَچھِ کانِن تِل
جھوٹ آءِ پلہ
نپہ ءنادان گٔہلس یارہَس
پارِ پارِ پرُ زلاوان نورِ ءمثال
اکھ کلر گنز رس منز
مال زبان (۲۷)

عبدالرحمان راہی جدید کشمیری شعراء میں بڑے نمایاں شاعر رہے ہیں۔ کشمیر میں ترقی پسندانہ خیالات کو فروغ دینے میں ان کا بھرپور کردار رہا ہے۔ ترقی پسند مصنفین کے جنرل سیکرٹری بھی رہے۔ غزلیات کے علاوہ آزاد نظمیں بھی لکھیں۔ آزاد نظم ''موئل شب'' کے چند مصرعے دیکھیں۔

فضاواوئل
سَمے ردءتلِ
مگر جاناوَرس چھُنہوار بیہنس
ذِکتہِ نامُتھ پھٔہَس پراران چھُس پچ پچِ
ہواوَس منزمہٕ کتھ پئدی اکھ دَوِ ہے؟
کئِس سنزس غنیمتھ بائند گائبتی مشہہ (۲۸)

غزل

غزل فارسی زبان وادب کا طرہ امتیاز رہی ہے۔ اس صنف نے بعدازاں اردو اور پھر کشمیری زبان میں بھی مقبولیت حاصل کی۔ کشمیری زبان میں غزل گوئی کا سلسلہ حبہ خاتون نے شروع کیا۔

اردو شاعری میں ولی دکنی سے لے کر فیض، احمد ندیم قاسمی، احمد فراز، منیر نیازی اور ظفر اقبال تک جبکہ کشمیری شاعری میں حبہ خاتون سے لے کر محمود گامی، غلام احمد مہجور اور احمد شمیم تک کے سبھی شعراء کے ہاں غزل کی صنف اپنے پورے رچاؤ کے ساتھ ملتی ہے۔ دونوں زبانوں کے شعراء نے غمِ جاناں کے ساتھ ساتھ غمِ دوراں کا رونا بھی رویا ہے۔ کشمیری زبان کی غزل میں بھی وہی موضوعات اظہار پاتے ہیں جس طرح کے موضوعات فارسی یا اردو غزل کی روایت میں ملتے ہیں۔ اردو اور کشمیری اگرچہ دو مختلف زبانیں ہیں تاہم غزل کی صنف کا اشتراک ان دونوں زبانوں میں موجود ہے۔ کشمیری زبان میں غزل لکھنے والوں میں حبہ خاتون، محمود گامی، روسل میر، زخمی صفاپوری، واژہ محمود، عبدالاحد آزاد، رحمان ڈار، غلام احمد میجور اور احمد شمیم وغیرہ شامل ہیں۔ آزادی کے بعد بھی بہت سے جدید کشمیری شعراء سامنے آئے ہیں جن میں عبدالاخالق ناک، غلام رسول مشتاق، محمد سلطان گلزار، شمس الدین جانباز، غلام نبی کاہرن، غلام محمد مشتاق، پیر مبارک شاہ، عبدالمجید سائر، خواجہ احمد اللہ، غلام نبی گوہر، صعد میر اور غلام احمد فاضل شاملہیں۔ محمود گامی کی غزل کے دو

اشعار بطورِ نمونہ ملاحظہ کریں۔

کرہ یو منز جگرس جائے　　　میہ نومائے مشان چائنی
بدن میون عشقینی کرائے　　　تتھ منز وہ ندہ تلتہ مے　　　(۲۹)

وازہ محمود کا تعلق سری نگر سے تھا۔ اگر چہ ان کا زیادہ تر کلام تلف ہو چکا ہے تاہم کچھ غزلیات اور گیت ملے ہیں۔ ان کی غزلوں میں سادگی اور رومانویت صاف نظر آتی ہے۔ نمونۂ کلام دیکھیں۔

آش چھم چائنی باشندہ یارو　　　کاش چشمن ہند ہر دمیو
وطن میون چھوئی در شہر ختنی　　　کتنس اسن وکردمیو
کامہ دیوہ یار وژا وعشقہ زر　　　جامن رنگ لاجوردمیو　　　(۳۰)

عبدالاحد آزاد نظم وغزل ہر دو اصناف کے پُر گو اور خوبصورت شاعر ہیں۔ یوسف بخاری نے انہیں کشمیری شاعری کا حالی اور شیخ سعدی قرار دیا ہے۔ اگر چہ ان کے ہاں نظموں کی بھی اچھی خاصی تعداد ہے تاہم کشمیری غزل گوئی میں ان کا بہت بڑا نام ہے۔ نمونۂ کلام ملاحظہ کریں۔

آئینہ وچھاں اوس ونان سینہ بہ سینہ　　　بے کینہ پژی پاٹھی وینہ ڈلے دورہ فلے لو
تحزہ کاوہ خم وتھ شانہ بکف چین بہ جبین بار　　　پیچانہ زلفن مشک ملے دورہ ملے لو
کئمہ نازہ شہہ مخمور وناں تازہ یاون اوس　　　آزاد بوزتھ فتنہ تلے دورہ فلے لو　　　(۳۱)

حوالہ جات

(۱) غلام احمد پنڈت ''آزادی کی دھلیز پر'' لاہور، جنگ پبلشرز، ۱۹۹۱ء، ص، ۷۸

(۲) شیخ نورالدین، کلام مشمولہ ''مختصر تاریخ زبان وادب کشمیری'' مرتب، یوسف بخاری، اسلام آباد، مقتدرہ قومی زبان، ۲۰۱۲ء، ص، ۵۰

(۳) میر عبداللہ بیہقی، اشعار مشمولہ ''کشمیری زبان وادب کی مختصر تاریخ'' مرتب، یوسف بخاری، اسلام آباد، مقتدرہ قومی زبان، ۱۹۸۹ء، ص، ۶۴

(۴) ثناءاللہ کریری ''کشمیری زبان وادب کی مختصر تاریخ'' ص، ۱۱۳

(۵) عبدالاحد نادم، کلام مشمولہ ''سنگر مال'' شماہی، شعبہ کشمیریات پنجاب یونیورسٹی، لاہور، ۲۰۰۵ء ن، ص، ت

(۶) زخمی صفاپوری، شعر مشمولہ ڈولر کی ملز'' سری نگر، حلقہ ادب سوناوالی، ۱۹۸۲ء، ص، ۷۲

(۷) شامہ بی بی ''کشمیری زبان وادب کی مختصر تاریخ'' ص، ۶۹

(۸) میر سید حسن ''کشمیری زبان وادب کی مختصر تاریخ'' ص، ۶۲

(۹) دینا ناتھ کول، ایضاً ص، ۱۳۵

(۱۰) زخمی صفاپوری، ''ڈولر کی ملز'' ص، ۷۶

(۱۱) غلام احمد مہجور۔ کلام مشمولہ ''کشمیری زبان'' مرتب، میر عبدالعزیز، راولپنڈی، مرکز ادب وثقافت، ۱۹۸۰ء، ص، ۱۰۰

(۱۲) میر عبدالعزیز، ایضاً ص، ۳۴

(۱۳) مسعود کشفی ''کاررواں'' راولپنڈی، بک سنٹر، ۱۹۸۹ء، ص، ۷۰

(۱۴) شتی کنٹھ ''مختصر تاریخ زبان وادب کشمیری'' ص، ۳۰

(۱۵) میر عبدالعزیز ''پاکستانی زبانوں کا ادب۔۱۱'' کورس کوڈ نمبر ۵۶۱۸، اسلام آباد، علامہ اقبال اوپن یونیورسٹی۔ ۲۰۱۴ء، ص ۲۸۹

(۱۶) للہ عارفہ ''کشمیری زبان وادب کی مختصر تاریخ'' ص، ۴۳

(۱۷) شیخ نورالدین، کلام مشمولہ ''شیخ نورالدین ولی اور جدیدیت'' مرتب، ڈاکٹر محمد یوسف بخاری، شعبہ کشمیریات، لاہور، اورئنٹیل کالج پنجاب یونیورسٹی، ۱۹۹۱ء، ص، ۷۸

(۱۸) تنہا انصاری ''مختصر تاریخ زبان وادب کشمیری'' ص، ۴۱۱

(۱۹) غلام نبی خیال، ایضاً ص، ۲۴۱

(۲۰) غلام رسول نازکی، کلام مشمولہ ''کشمیری زبان وادب کی مختصر تاریخ'' ص، ۴۰۰

(۲۱) مشعل سلطان پوری '' ''سنگر مال'' ص، ۲۴

(۲۲) محمود گامی ''سنگر مال'' ص، ۳۶

(۲۳) پرکاش رام ''کشمیری زبان کی مختصر تاریخ'' ص، ۷۳

(۲۴) ولی اللہ متو ''سنگر مال'' ص، ۳۰

(۲۵) مقبول شاہ کرالاواری، کلام مشمولہ ''کشمیری ادب وثقافت'' مرتب، سلیم خان گمی، یونیورسل بک ڈپو، لاہور۔ ۱۹۸۶ء، ص، ۴۸

(۲۶) شفیع شوق، ''ولرملر'' ص، ۲۰

(۲۷) محمد احسن امین ''ولرملر'' ص، ۶۱

(۲۸) عبدالرحمان راہی، ''مختصر تاریخ زبان وادب کشمیری'' ص، ۳۲۲

(۲۹) محمود گامی ''کشمیری زبان وادب کی مختصر تاریخ'' ص، ۶۰

(۳۰) وازہ محمود، ایضاً ص، ۸۵

(۳۱) عبدالاحد آزاد، ایضاً ص، ۹۳